❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت صداقت مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا

(تقریر نمبر3)

اللہ تعالیٰ قرآنِ کریم میں فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِی بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ، وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ(الجمعة:3-4)

مبارک وہ جو اب ایمان لایا
صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا
وہی مَے ان کو ساقی نے پلا دی
فسبحان الّذی اخزی الاعادی

سامعین کرام! حضرت مسیح موعودؑ کے اشعار پر مشتمل جو قطعہ مَیں نے ابھی آپ کے سامنے پڑھا ہے، اُس کا دوسرا مصرع ”صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا“ خاکسار کا موضوعِ سخن ہے۔ اِس سلسلہ میں یہ میری تیسری تقریر ہے۔

جس آیت کی مَیں نے آغاز پر تلاوت کی ہے یہ سورۃ الجمعہ سے لی گئی ہے۔اِس سورت میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرونِ اُولیٰ اور دورِ آخر کا ذکر فرمایا ہے۔آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کے اخلاص و فدائیت کا ذکر کرکے دورِ اُخروی میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے والوں کے اخلاص و فدائیت کا ذکر کرکے پہلوں سے ملنے کی پیشگوئی کی ہے وہاں ایسے لوگوں کا بھی ذکر فرمایا ہے جو دنیا کے پیچھے لگ کر پیسہ کمائیں گے۔اِسی مضمون کو حضرت مسیح موعودؑ نے اُن دو اشعار میں بیان کیا ہے جس کا ایک مصرع آج کی تقریر کا عنوان ہے۔اِس قطعہ کے آخری مصرع ”فسبحان الّذی اخزی الاعادی“میں یہی فرمایا ہے کہ میرے دشمن ناکام و نامراد ٹھہریں گے کامیاب وہی ہوں گے جو صحابۂ رسولؐ کی اقتداء میں نمازیں پڑھیں گے، قربانیاں دیں گے اور اسلام و احمدیت کی اشاعت کی خاطر وقت دیں گے۔ حضرت خلیفۃُ المسیح الرابعؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ

”اِس(سورت) میں جمع کا ہر معنی بیان فرما دیا گیا ہے۔یعنی حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم آخرین کو اوّلین کے ساتھ جمع کرنے کا مُوجب بنیں گے اور اپنی جلالی اور جمالی صفات کے جلووں کو بھی جمع فرمائیں گے۔“

(ترجمۃ القرآن صفحہ 1028)

اِس تعریف کی روشنی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں مماثلت، یگانگت اور یکرنگی کا واقعاتی رنگ میں ذکر ہو گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جونہی مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ، حضرت خدیجہؓ، حضرت علیؓ کوئی دلیل یا نشان مانگے بغیر ایمان لائے۔ اِن کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود ہی آپ کی صداقت کی دلیل تھا۔ایسا ہی معاملہ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی دکھائی دیا، بہت سے صحابہؓ آپؑ کو دیکھتے ہی

گرویدہ ہو گئے۔ حضرت الحاج حکیم نور الدین صاحبؓ مع اپنی اہلیہ، حضرت امّاں جان سیّدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ اور دیگر سینکڑوں مخلصین بلا توقّف ایمان لا کر اوّلین صحابہ سے جا ملے۔ حضرت الحاج حکیم نور الدین صاحبؓ نے جب پہلی مرتبہ حضور کو دیکھا تو برجستہ فرمایا:

"یہی مرزا ہے اور اِس پر مَیں سارا ہی قربان ہو جاؤں"

(حیات نور صفحہ 114)

حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ آف قاضی کوٹ ضلع گوجرانوالہ حضورؑ کے دعویٰ سے بہت پہلے فروری 1885ء میں حضورؑ کی زیارت سے پہلی بار مشرف ہوئے اور صرف پانچ روزہ قیام میں حضورؑ کی صحبت سے اس قدر متأثر ہوئے کہ واپس روانگی سے پہلے مسجد اقصیٰ کی دیوار پر یہ فارسی شعر لکھ گئے۔

حسن و خوبی و دلبری بر تو تمام

صحبتے بعد از لقائے تو حرام

یعنی حسن وخوبی اور دل کشی کا خداداد ملکہ آپؑ کی ذات پر مکمل ہو چکا ہے۔ اس لیے اب کوئی بھی صحبت آپؑ کی صحبت اور ملاقات کے بعد حرام ہے۔

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ 11)

سامعین! آپ جانتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطابؓ اپنے گھر سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کو (نعوذ باللہ) قتل کرنے کے ارادہ سے نکلے لیکن خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت سے گھائل ہو کر ایمان کی دولت سے مالا مال ہو گئے، حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی میں بھی ایسے کئی واقعات ملتے ہیں۔ ایک دفعہ آپؑ جب لدھیانہ تشریف لے گئے تو ایک مولوی نے بڑے جوش سے تقریر کی کہ جو شخص آپ کو قتل کرے گا وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ ایک دیہاتی نے جنت میں جانے کا یہ آسان ترین نسخہ سنا تو آپؑ کی قیام گاہ تک پہنچ گیا۔ حضورؑ وہاں خطاب فرما رہے تھے۔ یہ شخص موقع کے انتظار میں وہاں بیٹھ گیا لیکن جیسے جیسے حضورؑ کے الفاظ اِس کے کانوں میں پڑتے چلے گئے اِس کے دل کا زنگ دُھل کر صاف ہوتا چلا گیا اور وہ جو آپ کو قتل کرنے نکلا تھا خود سچ کی تلوار سے گھائل ہو گیا اور جونہی آپ کی گفتگو ختم ہوئی اس نے آگے بڑھ کر آپ کے ہاتھ کو تھام لیا اور بیعت کر لی۔

اللہ تعالیٰ صحابہ کرام کے ذکر میں فرماتا ہے:

تَرٰاھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا اور سِیمَاھُمْ فِی وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ۔ (الفتح:30)

یعنی تُو انہیں رکوع کرتے ہوئے اور سجدہ کرتے ہوئے دیکھے گا، سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر ان کی نشانی ہے۔

پھر فرمایا:

تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ

کہ راتوں کے وقت اُن کے پہلو بستروں سے الگ ہو جاتے ہیں یعنی وہ اللہ کی عبادت کرتے ہوئے اپنی راتیں گزارتے ہیں۔

اِس سے صحابہ کی عبادت سے محبت اور انہماک کا پتہ چلتا ہے جس کی گواہی خود خدا نے قرآن مجید میں دی فرمایا:

رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَّلَا بَيْعٌ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَإِقَامِ الصَّلٰوةِ وَإِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ۔ (النور:38)

یعنی یہ ایسے عظیم مرد جنہیں نہ کوئی تجارت اور نہ کوئی خرید و فروخت اللہ کے ذکر سے یا نماز کے قیام سے یا زکوٰۃ کی ادائیگی سے غافل کرتی ہے۔

حضرت مسیح موعود کے اصحاب میں بھی قیامِ عبادت، توجہ الی اللہ اور اقامتِ صلوٰۃ کی بے شمار نہایت روشن اور درخشندہ مثالیں ملتی ہیں۔ اِن کی باجماعت نمازوں کا التزام واہتمام اور ان میں سوز و گداز غیر معمولی تھا۔ حضرت شیخ غلام احمد صاحب واعظؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے ارادہ کیا کہ آج کی رات مسجد مبارک میں گزاروں گا اور تنہائی میں اپنے مولیٰ سے جو چاہوں گا، مانگوں گا۔ مگر جب مسجدِ مبارک میں پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ کوئی شخص سجدے میں پڑا ہوا ہے اور الحاح سے دعا کر رہا ہے۔ اُس کے الحاح کی وجہ سے مَیں نماز بھی نہ پڑھ سکا اور اس شخص کی دعا کا اثر مجھ پر بھی طاری ہو گیا اور مَیں بھی دعا میں محو ہو گیا کہ یا الٰہی! یہ شخص تیرے حضور سے جو کچھ بھی مانگ رہا ہے، وہ اس کو دے دے اور مَیں کھڑا کھڑا تھک گیا کہ یہ شخص سر اٹھائے تو معلوم کروں کہ کون ہے۔ مَیں نہیں کہہ سکتا کہ مجھ سے پہلے وہ کتنی دیر سے

آئے ہوئے تھے مگر جب آپ نے سر اٹھایا تو دیکھتا ہوں کہ حضرت میاں محمود احمد صاحب ہیں۔ میں نے السلام علیکم کہا اور مصافحہ کیا اور پوچھا: میاں! آج اللہ تعالیٰ سے کیا کچھ لے لیا؟ تو آپؓ نے فرمایا: مَیں نے تو یہی مانگا ہے کہ الٰہی! مجھے میری آنکھوں سے دین کو زندہ کر کے دکھا۔

(الفضل 16/ فروری 1968ء)

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ، حضرت میر ناصر نواب صاحبؓ، حضرت مولوی سید سرور شاہ صاحبؓ، حضرت منشی محمد اسماعیل صاحب سیالکوٹیؓ، حضرت حافظ معین الدین صاحبؓ جو نابینا تھے اور کتنے ہی دوسرے صحابہ ہیں جنہیں آخری عمر میں بیماری و معذوری کے باوجود گھر پر نماز ادا کرنی گوارا نہ تھی، بارش ہو، آندھی ہو، کڑکڑاتا جاڑا ہو یا تیز دھوپ مسجد پہنچ کر نماز باجماعت میں شامل ہوتے۔

(اصحاب احمد جلد 7، صفحہ 10، اصحاب احمد جلد 13 صفحہ 290، اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 200)

اپنے ان متبعین کے حق میں حضرت مسیح موعود کی یہ تحریر ایک زبردست شہادت ہے:

”بہتیرے اُن میں سے ایسے ہیں کہ نماز میں روتے اور سجدہ گاہوں کو آنسوؤں سے تر کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم روتے تھے۔“

(ایّام الصلح)

سامعین! آخری دَور کے اِن صحابہ کی صحابہ رسولؐ سے مماثلت کا ایک واقعہ بیان کر کے آگے بڑھتا ہوں۔ ایک نابینا صحابی نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے راستے میں اندھیرے اور گڑھوں کی وجہ سے فجر کی نماز گھر پر ادا کرنے کی اجازت چاہی۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا کہ اذان کی آواز آپ کے کانوں کو چھوتی ہے۔ ہاں میں جواب پا کر حضورؐ نے فرمایا۔ تب مسجد میں آکر نماز باجماعت ادا کرو۔ لکھا ہے کہ اِس کے بعد یہ بزرگ نابینا صحابی باقاعدگی سے مسجد میں نماز باجماعت کے لئے حاضر ہوتے رہے۔

حضرات! نبی پر ایمان لانے کے بعد الٰہی جماعتوں کی آزمائش شروع ہو جاتی ہے اور مصائب پر صبر کے امتحان ہوا کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں حضرت یاسرؓ اور ان کے بیٹے عمارؓ اور حضرت بلالؓ اور حضرت خبابؓ جیسے صحابہ نے جس طرح قبولِ اسلام کے جرم میں مصائب پر صبر کیا، جس طرح انہوں نے اپنے مشرک والدین اور عزیز و اقارب کو اور اپنے اموال اور جائیداوں کو چھوڑا اور ہر قسم کی ایذا رسانیوں پر بے مثال صبر واستقامت کے نمونے دکھائے، اُسی طرح وَآخَرِينَ مِنۡهُمۡ کی جماعت میں اوّل الشہداء حضرت مولوی عبد الرحمان صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ عبد اللطیفؓ صاحب شہید بھی اور دیگر بہت سے صحابہ نے بڑی بڑی تکلیفیں برداشت کیں اور غیر معمولی قربانیاں دیں۔ حضرت بھائی عبد الرحمانؓ صاحب قادیانی لڑکپن میں احمدی ہونے کی پاداش میں پابند سلاسل رہ کر اذیتوں کا نشانہ بنے۔ حضرت مولوی برہان الدینؓ جہلمی کو سرِبازار مخالفوں نے زدوکوب کیا۔ حضرت قاضی عبد الرحیم صاحب بیان کرتے ہیں کہ اُن کے والد ماجدؓ کو اپنے گاؤں کوٹ قاضی محمد جان میں مخالفوں نے قریباً تیرہ برس تک سخت تکالیف پہنچائیں۔ مقاطعہ کئے رکھا۔ نقب زنی بھی کرا دی گئی۔ مگر آپ نے استقامت سے مقابلہ کیا۔ اور سب کام کاج چھوڑ کر اپنا سارا وقت تبلیغ میں صرف کرنا، آپ نے اپنا معمول بنا رکھا تھا۔

(اصحاب احمد جلد ششم صفحہ 35)

اِن کی اِن قربانیوں کی صحابہ سے مماثلت پر حضور کی شہادت یوں ہے، فرماتے ہیں:

”وہ خدا کی راہ میں لوگوں کے ٹھٹھے اور ہنسی اور لعن طعن اور طرح طرح کی دلآزاری اور بدزبانی اور قطع رحم وغیرہ کا صدمہ اُٹھا رہے ہیں جیسا کہ صحابہ نے اٹھایا۔“

(ایام الصلح)

سامعین! مخالفت کا یہ سلسلہ تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ صحابہ سے شروع ہونے والا یہ تکلیف دہ سلسلہ تابعین اور تبع تابعین سے ہوتا ہوا اب عوام النّاس تک جا پہنچا ہے۔ جس میں پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، الجزائر، شام اور برکینا فاسو کے مخلصین کی شہادتیں اور بے شمار افرادِ جماعت کی اللہ، اُس کے رسولؐ اور اسلام احمدیت کی خاطر اسیری شامل ہیں۔ اِس ناطے برملا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ صحابہ سے ملا جب مجھ کو پایا۔

قرآن کریم نے عربوں کی اخلاقی، روحانی اور معاشرتی حالت کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچا ہے وَإِنۡ كَانُوا مِنۡ قَبۡلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ یعنی وہ اس سے پہلے کھلی کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ نے شاہ حبشہ نجاشی کے دربار میں اس کی تفصیل یوں بیان فرمائی: بادشاہ سلامت! ہماری قوم نہایت جاہل تھی، ہم بت پرست تھے، مردار کھاتے تھے، الغرض ہم ایسی بدبختی میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری قوم میں ایک شخص کو ہمارے پاس اپنا رسولؐ بنا کر مبعوث فرمایا۔

(ابن ھشام، زرقانی، طبری و بخاری)

چنانچہ دنیا کی نجاستوں میں گرے ہوئے یہ لوگ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی قوت قدسیہ سے سونے کی ڈلی بن گئے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے بیعت کے مقاصد میں یہ بات بڑی وضاحت سے بیان فرمائی ہے کہ اس بیعت کا مقصد گندی زیست سے نجات دلانا ہے۔ چنانچہ آپؑ کی قوت قدسیہ جو دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی فیض ہے، کے نتیجہ میں آپؑ کے دست مبارک پر بیعت کرنے والوں میں دیکھتے ہی دیکھتے نہایت درجہ پاک تبدیلیاں نظر آنے لگیں۔ حضرت میاں محمد دین صاحب پٹواریؓ فرماتے ہیں:

”براہین احمدیہ پڑھتے پڑھتے... معاًمیری دہریت کافور ہوگئی اور میری آنکھ ایسے کھلی جس طرح کوئی سویا ہوا یا مرا ہوا... زندہ ہو جاتا ہے۔“

(اخبار الحکم۔14/ اکتوبر،1938ء)

حضرت منشی عطا محمد صاحبؓ پٹواری بیان کرتے ہیں کہ

مَیں سخت بے دین اور شرابی کبابی راشی مرتشی ہوتا تھا...... حضورؑ کی نصیحت کہ ”ذکریا والی توبہ کرو“ سُن کر مَیں نے شراب وغیرہ چھوڑ دی اور رشوت بھی بالکل ترک کر دی اور صلوٰۃ وصوم کا پابند ہو گیا۔

(ماخوذ از سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 220 تا 221 روایت نمبر 241)

ایسی بے شمار مثالیں ہیں، خود حضور علیہ السلام اپنے صحابہ کے متعلق فرماتے ہیں:

”وہ خدا کے کھلے کھلے نشانوں اور آسمانی مددوں اور حکمت کی تعلیم سے پاک زندگی حاصل کرتے جاتے ہیں جیسا کہ صحابہ نے حاصل کی۔“

(ایّام الصلح)

سامعین! پھر حضرت عمر بن خطابؓ، حضرت عثمانؓ غنی اور حضرت عبد الرحمان بن عوفؓ نے بھی بڑی بڑی مالی قربانیاں پیش کیں۔

(ترمذی کتاب المناقب)

جب سورۃ آل عمران کی آیت لَنۡ تَنَالُوا الۡبِرَّ حَتّٰی تُنۡفِقُوۡا مِمَّا تُحِبُّوۡنَ اُتری تو حضرت ابو طلحہ انصاریؓ نے اپنا پیارا باغ اللہ کے نام پر صدقہ کر دیا۔

(بخاری کتاب الزکوٰۃ وکتاب الوصایا)

حضرت سیٹھ عبد الرحمٰن صاحبؓ ہوں یا حضرت شیخ رحمت اللہ صاحبؓ یا حضرت خلیفہ رشید الدین صاحبؓ سبھی کو ان کے بے نظیر اخلاص اور مالی قربانیوں کے باعث حضورؑ، حبّی فی اللہ کے لقب سے نوازتے ہیں۔ ان میں سے کتنے ہی صحابہ ہیں جنہوں نے صدیقی رنگ میں رنگین ہو کر اپنے گھروں کا سارا سامان آقا کے قدموں میں لا ڈالا۔

(تین سو تیرہ اصحاب صدق وصفا صفحہ 296)

حضرت میاں شادی خاں صاحبؓ ساکن سیالکوٹ لکڑی فروش نے پہلے کسی کام کے لئے ڈیڑھ سو روپیہ چندہ دیا پھر جب منارۃ المسیح کے لئے مالی تحریک ہوئی تو دو سو روپیہ چندہ پیش کر دیا اور لکھا: چونکہ ایام قحط ہیں اور دنیوی تجارت میں صاف تباہی نظر آتی ہے تو بہتر ہے کہ ہم دینی تجارت کر لیں، اس لئے جو اپنے پاس تھا سب بھیج دیا۔

اس پر حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ

”یہ وہ متوکّل شخص ہے کہ اگر اس کے گھر کا تمام اسباب دیکھا جائے تو شاید تمام جائیداد پچاس روپیہ سے زیادہ نہ ہو... اور درحقیقت وہ کام کیا جو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کیا تھا۔“

(مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ 315)

یہ سن کر انہوں نے گھر میں جو چارپائیاں رہ گئی تھیں وہ بھی بیچ کر ان کی رقم حضرت صاحبؑ کے حضور پیش کر دی۔

(ماخوذ از الحکم 21/ فروری 1923ء صفحہ 7)

حضور علیہ السلام اپنے ایسے ہی مخلص صحابہ کی قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”مَیں دیکھتا ہوں کہ صدہا لوگ ایسے بھی ہماری جماعت میں داخل ہیں جن کے بدن پر مشکل سے لباس بھی ہوتا ہے۔ مشکل سے چادر یا پاجامہ بھی ان کو میسر آتا ہے۔ ان کی کوئی جائیداد نہیں مگر ان کے لاانتہاء اخلاص اور ارادت سے محبت اور وفا سے طبیعت میں ایک حیرانی اور تعجب پیدا ہوتا ہے جو اُن سے وقتاً فوقتاً صادر ہوتی رہتی ہے یا جس کے آثار اُن کے چہروں سے عیاں ہوتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 584 ایڈیشن 1988ء)

آپؑ مزید فرماتے ہیں:

”بہتیرے اُن میں ایسے ہیں کہ اپنے محنت سے کمائے ہوئے مالوں کو محض خدا تعالیٰ کی مرضات کے لئے ہمارے سِلسلہ میں خرچ کرتے ہیں جیسا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم خرچ کرتے تھے۔“

(ایّام الصلح)

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

”میں اس بات کے اظہار اور اس کے شکر کے ادا کرنے کے بغیر نہیں رہ سکتا کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا، میرے ساتھ تعلق اخوت پکڑنے والے اور اس سلسلہ میں داخل ہونے والے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے قائم کیا ہے، محبت اور اخلاص کے رنگ سے ایک عجیب طرز پر رنگین ہیں، نہ میں نے اپنی محنت سے بلکہ خدا تعالیٰ نے اپنے خاص احسان سے یہ صدق سے بھری ہوئی روحیں مجھے عطا کی ہیں۔“

(فتح اسلام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 35)

پھر آپؑ نے ہمیں نصیحت کرتے ہوئے فرمایا ہے:

”تم جو مسیح موعود کی جماعت کہلا کر صحابہ کی جماعت سے ملنے کی آرزو رکھتے ہو اپنے اندر صحابہ کا رنگ پیدا کرو۔ اطاعت ہو تو ویسی ہو۔ باہم محبّت اور اخوّت ہو تو ویسی ہو۔ غرض ہر رنگ میں ہر صورت میں تم وہی شکل اختیار کرو جو صحابہ کی تھی۔“

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ سورۃ النساء زیر آیت 59)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بھی ہمیں ان صحابہ کے نمونوں کو اپنانے اور یاد رکھنے کی بار بار تلقین فرماتے ہیں، ایک موقع پر فرمایا:

”یہ لوگ خاموشی سے آئے اور محبت و تعلق وفا اور اطاعت کی مثالیں رقم کرتے ہوئے خاموشی سے چلے گئے... جہاں ہم ان بزرگوں پر رشک کرتے ہیں کہ کس طرح وہ قربانیاں کر کے امام الزماں کی دعاؤں کے وارث ہوئے وہاں یہ بھی یاد رکھیں کہ آج بھی ان دعاؤں کو سمیٹنے کے مواقع موجود ہیں۔ آئیں اور ان وفاؤں، اخلاص، اطاعت، تعلق اور محبت کی مثالیں قائم کرتے چلے جائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنتے چلے جائیں۔ یاد رکھیں جب تک یہ مثالیں قائم ہوتی رہیں گی زمینی مخالفتیں ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتیں۔“

(الفضل انٹرنیشنل 12/دسمبر 2003ء صفحہ 9)

اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص میں بڑھائے اور ہم بھی صحابہ کے نقش قدم پر چلنے والے ہوں۔ آمین

(اِس تقریر کا کچھ حصہ مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ جرمنی کی تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2022ء مطبوعہ روزنامہ الفضل آن لائن لندن 3 ستمبر 2022ء سے لیا گیا ہے۔ فجزاہ اللہ تعالیٰ)

✿✿✿✿